

۱۵ ربیع الاوّل ۱۴۴۶ھ / 20 ستمبر 2024ء

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا

طرزِ محبتِ رسول

صلّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم

(دوسرا حصہ)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم، أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰہُ مِیۡثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیۡتُکُمۡ مِّنۡ کِتٰبٍ وَّحِکۡمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنۡصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقۡرَرۡتُمۡ وَاَخَذۡتُمۡ عَلٰی ذٰلِکُمۡ اِصۡرِیۡ ؕ قَالُوۡۤا اَقۡرَرۡنَا ؕ قَالَ فَاشۡہَدُوۡا وَاَنَا مَعَکُمۡ مِّنَ الشّٰہِدِیۡنَ۔ [اٰلِ عمران 3:81]

مَحبّتِ رسولِ کریم ﷺ کی چاشنی عظیم دَولت ہے اور اِس سے محرومی بڑی ناکامی ہے۔ اگر رحمتِ الٰہی سے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی مٹھاس نصیب ہو جائے تو موت بھی پُرلُطف ہوتی ہے، لیکن خدانخواستہ انسان اِسے حاصل نہ کر پائے تو زندگی بھی بے مزہ ہوتی ہے۔

اسلامی تاریخ عاشقانِ جانِ جاناں ﷺ کی داستانوں سے بھری پڑی ہے، جن کی اُلفت سچی تھی تو اُن کی زندگیاں بھی قابلِ رشک بنیں اور اُن کی اموات بھی لائقِ فخر ہوئیں... اور اِس دَولت سے محروم رہنے والوں کی بے کیف زندگیاں تو ہمارے سامنے ہی ہیں۔

عشقِ رسالت مآب ﷺ میں سب سے اعلیٰ مقام صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو حاصل تھا۔ بلاشبہ وہ قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے ہدایت کے ستارے ہیں اور بہترین راہ نما ہیں۔ سچی مَحبّت کی کتنی عالی شان مثال ہے کہ غزوۂ اُحد میں ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا گیا کہ تمہارے والدِ گرامی، شوہر اور بھائی... تینوں شہید ہو گئے ہیں۔ کہنے لگیں: رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟ بتایا گیا کہ آپ ﷺ بالکل خیریت سے ہیں تو کہا: أَرُوْنِیْہِ حَتّٰی أَنْظُرَ إِلَیْہِ۔ یعنی مجھے آپ ﷺ کی زیارت کرواؤ، رُخِ زیبا کو دیکھ کر میرے دل کو تسلّی ہو گی۔ جب جانِ جہاں ﷺ کی زیارت کی اور یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ بخیر و عافیت ہیں تو کہنے لگیں: کُلُّ مُصِیْبَۃٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ۔ یعنی حضور! آپ سلامت ہیں تو ہر مصیبت کو برداشت کرنا آسان ہے۔ اِسی بات کو شاعر نے یوں کہا:

"جب آپ سلامت ہیں تو کس بات کا غم ہے!"

(سیرتِ ابنِ ہشام، ج:2، ص:99، مطبعۃ مصطفی البابی واولادہ بمصر۔ دلائل النبوۃ للبیہقی، ج:3، ص:302، دار الکتب العلمیۃ)

ماہِ ربیع الاول میں عشقِ رسول ﷺ کو بڑھانے کے لیے "صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا طرزِ محبتِ رسول ﷺ" کے عنوان سے سلسلہ کا آغاز ہوا تھا۔ چنانچہ گزشتہ خطبے[1] میں صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی مبارک سیرتوں سے دو اہم اُصولوں کا تذکرہ کیا گیا:

1) سچے عاشقِ رسول ﷺ کو تعظیمِ مصطفیٰ کریم ﷺ کا پیکر ہونا چاہیے۔
2) سُچے عاشقِ رسول ﷺ کو سیرتِ مطہرہ کے بارے میں جان کر کثرت سے حُسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ کرنا چاہیے۔

یہ موضوع ایمان افروز بھی ہے اور سبق آموز بھی... محبت میں اِضافہ کا ذریعہ بھی ہے اور اعمال سنوارنے کا وسیلہ بھی۔ چنانچہ اِسی سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے آج کے خطبہ میں صحابۂ کرام کے طرزِ محبت سے متعلق مزید کچھ باتوں کا تذکرہ ہو گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] خطبہ پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1JW4oBdXzfr3ILhztISqBtJKPAH1Jq_uA/view?usp=sharing

محبت کا تقاضا... آمدِ مصطفیٰ ﷺ پر اِظہارِ مَسرّت

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی مبارک سیرتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سچے عاشقانِ رسول ﷺ کو اپنے آقا کریم ﷺ کی آمد پر شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے خوب خوشی کا اظہار کرنا چاہیے۔

جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ میں جلوہ گر ہوئے تو صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے خوشی کا اِظہار کرتے ہوئے ایسی دھوم مچائی کہ نہ پہلے وہاں ایسا جشن ہوا تھا نہ بعد میں کیا گیا۔ مستند روایات کے مطابق اِس موقع پر اُنھوں نے:

1) اِظہارِ محبت کے لیے بڑی تعداد میں جمع ہو کر استقبالی جلوس نکالا۔[1]

2) جشن کے طور پر اُونٹ / گائے کو ذبح کیا۔[2]

3) خوشی میں اسلحہ پہن کر فوجی سلامی (ہماری بولی میں Guard of Honour / گارڈ آف آنر) کا اہتمام کیا۔[3]

4) عقیدت کے جوش میں "اللہ اکبر"، "یارسول اللہ" اور "حضور آ گئے ہیں" کے یوں نعرے لگائے کہ پورے علاقے میں گونج پڑ گئی۔[4]

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سرورِ عالم ﷺ کی مدینہ منوّرہ میں جلوہ گری کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا: فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ، وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطُّرُقِ يُنَادُوْنَ:[5] يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللهِ! يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللهِ![6] وفي رواية: جَاءَ مُحَمَّدٌ جَاءَ رَسُوْلُ اللهِ![7] یعنی (آمدِ مصطفیٰ ﷺ پر خوشی منانے کے لیے) مَرد و خواتین گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے، لڑکے اور خدّام راستوں میں پھیل گئے، سبھی "یارسول اللہ" کے نعرے لگا رہے تھے اور کہتے تھے: آمدِ مصطفیٰ ﷺ ہو گئی... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ﷺ تشریف لے آئے۔

---

[1] في رواية أنس: فَاسْتَقْبَلَهُمَا زُهَاءُ خَمْسِ مِائَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ حَتَّى انْتَهَوْا إِلَيْهِمَا۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، ج:2، ص:507۔ تاریخ الاسلام: 1/333)

[2] عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَحَرُوْا جَزُوْرًا أَوْ بَقَرَةً۔ (مسند احمد، حدیث: 14213، قال الأرنؤوط: إسنادہ صحیح)

[3] پروَردۂ آغوشِ نبوّت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ لِقُدُوْمِهِ فَرَحًا بِذٰلِكَ، لَعِبُوْا بِحِرَابِهِمْ۔» جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منوّرہ میں تشریف لائے تو آپ کی آمد پر خوشی منانے کے لیے حبشیوں نے اپنے چھوٹے نیزوں سے جنگی فن مظاہرہ کیا۔ (سنن ابو داؤد: 4923) اُنہی سے مروی ہے: فَجَاءُوْا مُتَقَلِّدِي السُّيُوْفِ۔ صحابہ تلواریں لٹکائے ہوئے استقبال کے لیے آئے۔ (صحیح بخاری: 428) اُس دَور میں عید وغیرہ کے موقع پر فوجی طاقت و سلامی کا اِسی طریقے سے مظاہرہ ہوتا تھا۔

[4] قال سیدنا عمرُ: وَسَمِعْتُ الْوَجْبَةَ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ۔ (مسند البزار، حدیث: 284) وَكَبَّرَ الْمُسْلِمُوْنَ فَرَحًا بِقُدُوْمِهِ۔ (زاد المعاد: 3/71)

[5] كُلُّ ذٰلِكَ فَرَحٌ وَسُرُوْرٌ بِقُدُوْمِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ۔ (المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم للقرطبي، تحت الحديث)

[6] صحیح مسلم، حدیث: 2009

[7] صحیح ابن حبّان، حدیث: 3205۔ مسند البزار، حدیث: 50۔ مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث: 36610

5) آقا کریم ﷺ کے سامنے نعتیں پڑھ کر اپنے ایمانی جذبات کا اِظہار کیا۔

سیدنا انَس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ عالَم ﷺ کی میزبانی کا شرف پانے والے خاندان "بنو نَجّار" نے اپنی بچیوں کو تیار کر کے بھیجا، وہ آپ ﷺ کے سامنے یہ شعر پڑھنے لگیں: نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّار ... يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَار! یعنی ہم بنو نجّار کی بچیاں ہیں... امام الانبیا ﷺ ہمارے کتنے عالی شان پڑوسی ہیں! جانِ عالَم ﷺ نے یہ سن کر اُنھیں نوازنے کے لیے پوچھا: أَتُحِبُّوْنِي؟ "کیا تمھیں مجھ سے محبت ہے؟" عرض کی: قسم بخدا! ہم دل و جان سے آپ کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ سرکار ﷺ نے کرم نوازی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: أَنَا وَاللهِ أُحِبُّكُمْ وَأَنَا وَاللهِ أُحِبُّكُمْ أَنَا وَاللهِ أُحِبُّكُمْ۔ یعنی "اللہ کی قسم! مَیں بھی تم سے محبت کرتا ہوں... قسم بخدا! تم بھی مجھے پیارے ہو... واللہ! میرے دل میں بھی تمہاری اُلفت ہے۔"

(روی ابن ماجہ فی سننہ الفصل الأول، رقم الحدیث: 1899، قال الأرنؤوط: حدیث صحیح۔ دلائل النبوّۃ، ج:2، ص:508، دار الکتب العلمیۃ)

روایت کے مطابق آپ ﷺ نے یہ دُعا بھی دی: «اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِنَّ۔» "اے اللہ! اِنھیں برکت عطا فرما!" (مسند ابو یعلیٰ: 3409)

سیدنا انَس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فَمَا رَأَيْنَا مَنْظَرًا شَبِيْهًا بِهٖ يَوْمَئِذٍ۔ یعنی جس قدر خوشی اور جشن آمدِ مصطفیٰ کریم ﷺ کے موقع پر ہوا ایسا منظر ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ (مسند احمد، حدیث: 13318، قال الأرنؤوط: إسنادہ صحیح)

علامہ ابن حجر عَسقلانی علیہ الرحمہ نے لکھا: بلاشبہ سرکارِ دوعالَم ﷺ کی مدینہ منوّرہ میں تشریف آوری کا دن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نظروں میں عید کے دن سے کہیں زیادہ عظیم تھا۔[1]

یہ جشن منانا اللہ تعالیٰ کے عظیم اِحسان پر شکر ادا کرنے کے لیے تھا اور قرآنِ مجید کی کئی آیات میں نعمت ملنے پر شکر کرنے اور خوشی منانے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ ایک مقام پر ارشادِ ربّانی ہے: قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۔ "آپ فرما دیجیے: اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت پر ہی خوشی منانی چاہیے، یہ اُس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔" [یونس 10:58]

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اِس آیتِ کریمہ پر عمل کی خاطر ہی آج بھی دُنیا بھر میں عاشقانِ رسول جشنِ عیدِ میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں۔ اِسے بدعت بھی کہا جائے تو یہ "بُری بدعت" نہیں، "اچھی بدعت" (بدعتِ حسنہ) ہے؛ کیونکہ یہ دینی تقاضوں کے مطابق ہے اور قرآن و سنت کے ساتھ ساتھ عملِ صحابہ سے بھی اِس کی تائید ہوتی ہے۔

تاہم یہ بات ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ جشنِ عیدِ میلاد کا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُس کا شکر ہے؛ لہٰذا اِس موقع پر کوئی بھی ایسا کام ہرگز نہیں کرنا چاہیے جس سے شریعتِ مطہرہ نے منع فرمایا ہو؛ ایسے کاموں سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی۔

---

[1] وَلَا شَكَّ أَنَّ يَوْمَ قُدُوْمِهٖ ﷺ كَانَ عِنْدَهُمْ أَعْظَمَ مِنْ يَوْمِ الْعِيْدِ۔ (فتح الباری بشرح البخاری، ج:2، ص:443، المکتبۃ السلفیۃ)

محبت کا تقاضا... دینِ مصطفیٰ کریم ﷺ کی خدمت

تربیتِ صحابہ کا ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ سچے عاشقِ رسول کو دینِ مصطفوی کا خدمت گزار ہونا چاہیے۔

دینِ اسلام کا پیغام عام کرنے کے لیے فخرِ عالَم ﷺ نے اعلانِ نبوّت سے وصالِ اقدس تک ہر طرح سے کوششیں فرمائیں... کفار کے طعنے سنے... اذیتیں برداشت کیں... آرام کو قربان کیا... میدانِ جہاد میں تشریف فرما ہوئے... شاہانِ وقت کو خطوط لکھے... افراد تیار کیے... اور مزید بہت کچھ کیا... تو عاشقِ رسول کہلانے کا حق دار وہی ہے جو اُس دین کی سربلندی کے لیے اپنے حصے کا کام کرے جس کے لیے آقا کریم ﷺ نے عمر بھر محنت فرمانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے محبتِ رسول ﷺ کے اِس تقاضے سے متعلق بھی لائقِ تقلید نشانات چھوڑے ہیں۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ ہم دین کی خدمت کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ خدمتِ دین کے متعدد میدان اور مختلف ذرائع ہیں، ہمارے متعلقہ چند ذرائع کا ذکر کیا جاتا ہے:

1) **دین سیکھنا:** خدمتِ دین کے لیے سب سے پہلا کام یہ ہے کہ ہم دینِ متین کا علم حاصل کریں۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان علمِ دین کے لیے خوب کوشش کرتے۔ اُنھوں نے اُمّت کو یہ فکر دی ہے کہ علمِ دین رسول اللہ ﷺ کی وراثت ہے اور سچے عاشقِ رسول کو اپنے آقا کریم ﷺ کی وراثت سے ضرور حصہ لینا چاہیے۔

حضرت اعمش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہو کر قرآنِ مجید پڑھا رہے تھے اور کچھ لوگ حاضرِ خدمت ہو کر سیکھ رہے تھے۔ ایک دیہاتی پاس سے گزرا، اُس نے کہا: یہ کیا کر رہے ہیں؟ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «يَقْتَسِمُونَ مِيرَاثَ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ یہ خوش نصیب امام الانبیا ﷺ کی عظیم الشان وراثت سے اپنا اپنا حصہ حاصل کر رہے ہیں۔[1]

(فضائل القرآن، لأبی عبید الہروی، ص: 51، دارِ ابن کثیر۔ جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البرّ، رقم: 1853)

ایک روز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ منوّرہ کے بازار میں تشریف لے گئے اور اہلِ بازار کو فرمایا (مفہوم): تم کتنے عاجز ہو! اُدھر رسول اللہ ﷺ کی وراثت تقسیم ہو رہی ہے اور تم جا کر اُس سے اپنا حصہ حاصل نہیں کرتے! لوگوں نے پوچھا: آپ ﷺ کی وراثت کہاں تقسیم ہو رہی ہے؟ فرمایا: مسجد میں۔ لوگ تیزی سے مسجد کی طرف گئے، کچھ ہی دیر میں واپس آ کر کہنے لگے: ہم مسجد میں گئے تھے، وہاں تو کوئی چیز تقسیم نہیں کی جا رہی۔ فرمایا: تمھیں مسجد میں کوئی آدمی نظر نہیں آیا؟ کہنے لگے: کیوں نہیں! وہاں کچھ لوگ نماز پڑھ رہے

---

[1] عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: مَرَّ أَعْرَابِيٌّ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ يُقْرِئُ قَوْمًا الْقُرْآنَ، أَوْ قَالَ: وَعِنْدَهُ قَوْمٌ يَتَعَلَّمُونَ الْقُرْآنَ، فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ؟ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: «يَقْتَسِمُونَ مِيرَاثَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم۔»

تھے، کئی حضرات تلاوتِ قرآنِ حکیم کی سعادت پا رہے تھے اور دیگر کچھ افراد حلال و حرام کے مسائل بیان کر رہے تھے (علمِ دین سیکھنے اور سکھانے میں مصروف تھے)۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «وَيْحَكُمْ، فَذَاكَ مِيرَاثُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم۔» تم پر افسوس ہے! (رسول اللہ ﷺ کی وراثت مال و دَولت نہیں) یہی حضور کی وراثت ہے۔ (المعجم الأوسط، الحديث: 1429۔ وقال المنذري: رواه الطبراني في الأوسط بإسناد حسن، الترغيب والترهيب، ج:1، ص:103، دار احياء التراث)

صحابہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہمیں پختہ ارادہ کرنا چاہیے کہ آئندہ روزانہ دین کی کم از کم ایک بات ضرور سیکھا کریں گے۔

2) **دوسروں کو سکھانا:** خدمتِ دین کے حوالے سے دوسرا کام ہم یہ کر سکتے ہیں کہ دین کی جو باتیں ہمیں صحیح طرح سے معلوم ہیں وہ اپنے گھر والوں، دوستوں، دفتر و دُکان کے ساتھیوں اور دیگر متعلقین کو سکھائیں۔ گھر والوں سے لے کر دُنیا بھر کے انسانوں تک دین کا پیغام پہنچانے کے حوالے سے بھی صحابۂ ذی شان کا کردار منارۂ نور ہے۔

اپنے بچوں کو دینی تربیت دینے کی کتنی حسین مثال ہے کہ صاحبِ نعلَین و وِسادہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بیٹا آپ کے پاس آیا، اُس نے ریشم کی قمیص پہن رکھی تھی اور اپنی قمیص پر بہت خوش تھا۔ شرعی حکم یہ ہے کہ مَردوں کے لیے ریشمی کپڑے والا لباس پہننا حرام ہے۔[1] آپ نے تعلیم و تربیت میں ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر اُسی وقت وہ قمیص پھاڑ دی اور فرمایا: اِذْهَبْ إِلَى أُمِّكَ فَقُلْ لَهَا، فَلْتُلْبِسْكَ قَمِيصًا غَيْرَ هٰذَا! جا کر اپنی امّی سے کہو کہ تمہیں کوئی اور قمیص پہنائے (اِس قمیص سے ہمارے آقا کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے)۔ (المعجم الكبير، ج:9، ص:157، رقم:8786۔ مصنَّف عبد الرزاق، ج:10، ص:163، دار التأصيل)

دُنیا بھر میں اسلام کا پیغام عام کرنے کے لیے سرورِ عالم ﷺ کے عہدِ مبارک اور بعد کے ادوار میں صحابۂ ذی شان علیہم الرضوان نے مدینہ منوّرہ کو چھوڑ کر دُنیا بھر کے مختلف علاقوں میں قیام کیا... بلکہ خود رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین نے متعدِّد صحابہ رضی اللہ عنہم کو خدمتِ دین کے لیے مختلف ممالک کی طرف روانہ فرمایا اور اُن حضرات نے اِس راستے میں جانوں کے نذرانے بھی پیش کیے۔

ہجرت کے چوتھے سال کچھ لوگوں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ہمارے ساتھ بعض افراد کو بھیجیے جو ہمیں قرآن و سنت کی تعلیم دیں۔ نبیِ کریم ﷺ نے 70 منتخب حضرات کو اُن کے ساتھ بھیجا جنہیں "قُرّا" کہا جاتا تھا، یہ رات کو علمِ دین سیکھتے، دن کو مسجدِ نبوی شریف میں وضو کے لیے پانی اور اصحابِ صفّہ و دیگر فقرا کے لیے کھانے کا انتظام کرتے۔ یہ معلّمین اُن کے ساتھ گئے تو اُن بدبختوں نے راستے میں ہی اِنھیں شہید کر دیا۔ اِس پر رسول اللہ ﷺ کو اتنا شدید دُکھ ہوا کہ آپ اُن ظالموں کی تباہی کے لیے ایک ماہ تک نماز میں دُعا فرماتے رہے۔ (صحیح مسلم، حدیث:677)

یہ دین کا پیغام پہنچانے کے لیے جان پیش کرنے کی ایک مثال ہے، سیرتِ صحابہ میں ایسی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔

---

[1] تفصیل کے لیے بہارِ شریعت، ج:3، ح:16، ص:410 تا 414 ملاحظہ کریں یا لنک پر کلک کریں: https://www.fatwaqa.com/ur/fatawa/halal-haram/mard-ka-silk-aur-velvet-pehnna-aur-bachon-ko-reshmi-kafan-dena-kaisa

3) اثرورسوخ استعمال کرنا: بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے معاشرے میں اثرورسوخ سے نوازا ہوتا ہے، اُن کے کہنے سے کئی کام ہو جاتے ہیں، محبتِ رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ یہ حضرات خدمتِ دین کے لیے اپنا اثرورسوخ استعمال کریں۔ ماتحتوں کو نیکی اور علمِ دین کی طرف راغب کریں... دفتر، دکان اور فیکٹری وغیرہ میں دینی ماحول پیدا کریں... اور ضرورت پڑنے پر دین کی خاطر ڈٹ جائیں۔ اِس حوالے سے بھی صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے اُمّت کی شان دار تربیت فرمائی ہے۔

ہجرت سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے سیدنا مُصْعَب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منوّرہ میں اسلام کی تبلیغ کے لیے بھیجا۔ اُن سے کہا گیا: اگر سعد بن معاذ اسلام قبول کر لیں تو پورا قبیلہ مسلمان ہو جائے گا۔ اُدھر سعد سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ کو دعوتِ اسلام سے روکنے کے لیے اُن کے پاس گئے، سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ نے سعد کو اسلام کی دعوت دی اور قرآنِ کریم کی چند آیات سنائیں۔ وہ فرماتے ہیں: فَعَرَفْنَا وَاللّٰهِ فِيْ وَجْهِهِ الْإِسْلَامَ قَبْلَ أَنْ يَّتَكَلَّمَ۔ اُن کے جواب سے پہلے ہی ہمیں اُن کے چہرے سے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اُنھیں دولتِ اسلام سے سرفراز فرمادے گا۔ پھر ایسا ہی ہوا، اُنھوں نے غسل کر کے پاک لباس پہنا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر نوافل ادا کر کے اسلام قبول کر لیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد سیدنا سعد رضی اللہ عنہ جب اپنے خاندان کی طرف واپس گئے تو اُن سے کہا: میری تم میں کیا حیثیت ہے؟ اُنھوں نے کہا: سَيِّدُنَا وَأَفْضَلُنَا رَأْيًا وَأَيْمَنُنَا نَقِيْبَةً۔ آپ ہمارے سردار ہیں، سب سے عمدہ رائے والے ہیں اور سب سے بابرکت و کامیاب ہیں۔ آپ نے فرمایا: فَإِنَّ كَلَامَ رِجَالِكُمْ وَنِسَائِكُمْ عَلَيَّ حَرَامٌ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ۔ جب تک تم اللہ اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان نہیں لاتے تب تک تمہارے ساتھ میری گفتگو حرام ہے۔ چنانچہ رات سے پہلے پورا خاندان مسلمان ہو گیا اور چند ہی دنوں میں مدینہ منوّرہ کے ہر گھر میں اسلام کی دعوت پہنچ گئی۔ (سیرتِ ابن ہشام: 1/437۔ تاریخِ طبری: 2/359۔ البدایہ والنہایہ: 3/187)

4) وقت دینا: صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی مبارک زندگیوں کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن میں سے ہر ایک خدمتِ دین کو اپنا سب سے اہم کام سمجھتا تھا، باقی تمام اُمور بعد میں ہوتے تھے۔ ایسا نہیں کہ وہ تجارت اور زندگی کے دیگر ضروری کام نہیں کرتے تھے، بالکل کرتے تھے، مگر دین کی خدمت کے لیے وقت ضرور نکالتے اور اِسے محبتِ رسول ﷺ کا اہم تقاضا سمجھتے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک انصاری پڑوسی کے ساتھ اپنے معاملے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

- كُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، يَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا۔ ہم باری باری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ ایک دن وہ حاضر رہتا مَیں کام پر جاتا، ایک دن مَیں حاضر رہتا اور وہ کام پر جاتا۔
- فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهٗ بِخَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ وَغَيْرِهٖ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ... جس دن مَیں بارگاہِ رسالت میں حاضر رہتا رات کو اُسے بتاتا کہ آج رسول اللہ ﷺ پر کیا وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ نے کیا کیا اِرشاد و عمل فرمایا؟ اور جس روز وہ خدمتِ اقدس میں حاضر رہتا رات کو مجھے وحی اور دیگر باتوں کے بارے میں بتایا کرتا تھا۔ (متفق علیہ، صحیح بخاری، حدیث: 89)

5) **مال خرچ کرنا:** خدمتِ دینِ متین کا ایک اہم ذریعہ یہ بھی ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مال و دَولت سے نوازا ہے وہ اپنا مال دین کا پیغام عام کرنے کے لیے پیش کریں، مثلاً: سُنّی علما کی کتابیں چھاپیں اور تقسیم کریں، دینی مدارس سے مالی تعاون کریں، دینی طلبہ کے لیے وظائف (Scholarship / اسکالرشپ) کا اہتمام کریں، مساجد کو آباد کریں اور دین کا کام کرنے والوں کی خدمت کریں۔

خدمتِ دین کے لیے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنا سب کچھ پیش کر دینا، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنا آدھا مال حاضر کر دینا، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کئی مرتبہ جنت خریدنا اور دیگر مال دار صحابہ علیہم الرضوان کا اِنفاق معروف اور حیران کن ہے۔ اِن کے ساتھ ساتھ ایسے حضرات بھی تھے جن کے پاس مال کی کثرت نہیں تھی، مگر اُن کا عمل بھی اُمّت کے لیے نمونہ ہے۔

ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دلائی، مال دار صحابہ نے زیادہ مقدار میں مال پیش کیا، جب کہ سیدنا ابو عقیل اَنصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صاع (تقریباً چار کلو) کھجوریں لائے۔ عرض کی: حضور! مَیں نے گزشتہ رات کو پانی نکالنے کی مزدوری کی تھی، اُجرت کے طور پر دو صاع کھجوریں ملیں، آدھی گھر والوں کے کھانے کے لیے چھوڑ آیا ہوں اور بقیہ نصف خدمتِ دین کے لیے حاضر ہیں۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں قبول فرمائیں۔

منافقوں نے مذاق اُڑاتے ہوئے کہا: اللہ کو اِن کی چار کلو کھجوروں کی کیا ضرورت ہے (اتنے تھوڑے سے صدقہ کا کیا فائدہ)؟ ربِّ کریم نے سیدنا ابو عقیل رضی اللہ عنہ کی کھجوریں قبول ہونے کا اعلان کرتے ہوئے اور منافقوں کو وعید سناتے ہوئے فرمایا: اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۙ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ [التوبۃ 9:79] "وہ منافق جو دل کھول کر خیرات دینے والے مسلمانوں کو طعنہ دیتے ہیں اور ان کو (اعتراض کا نشانہ بناتے ہیں) جن کے پاس اپنی محنت کی مزدوری کے علاوہ کچھ نہیں ہے، تو وہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں اللہ انہیں ان کے مذاق اڑانے کی سزا دے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔" (المعجم الکبیر، حدیث: 3598۔ تفسیرِ خازن وغیرہ، تحت الآیۃ)

اُسوۂ صحابہ پر عمل کرتے ہوئے ہمیں بھی نیت کرنی چاہیے کہ اپنے مال کا ایک حصہ خدمتِ دین کے لیے ضرور پیش کریں گے۔

5) **صلاحیّتیں بروئے کار لانا:** اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مختلف صلاحیتوں سے نوازا ہوتا ہے۔ چنانچہ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا ہے کہ انسان اپنی صلاحیتیں خدمتِ دین کے لیے استعمال کرے... جسے بولنے کا سلیقہ ہے وہ اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے بولے... جو لکھ سکتا ہے وہ دین کی ترویج کے لیے لکھے... جس کا تعلق آئی۔ ٹی۔ کے شعبہ سے ہے وہ اِس میں دین کی خدمت کرے... حتّٰی کہ صحابہ نے تربیت فرمائی ہے کہ بندہ مسجد یا دینی ادارے میں جھاڑو لگا سکتا ہے تو وہ خدمتِ دین کی خاطر یہ سعادت ہی حاصل کر لے۔

عہدِ نبوی میں ایک سیاہ فام مَرد یا خاتون مسجد شریف کی صفائی کیا کرتے تھے، اُن کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر تشریف لے گئے، دُعاؤں سے نوازا، پھر بتایا کہ اُس نے کہا ہے: مسجد کی صفائی کو مَیں نے سب سے افضل عمل پایا ہے۔ (الترغیب والترہیب: 1/197)

حرفِ آخر... سچا عاشق کیسا ہونا چاہیے؟

مَحبّتِ رسول ﷺ کی مٹھاس ایسی عمدہ ہے کہ کائنات کی کسی شے میں اُس جیسا لُطف نہیں... تاہم جس طرح زبان سے درست ذائقہ محسوس ہونے کے لیے حِسّ (محسوس کرنے کی قوّت) کا باقی و صحیح ہونا ضروری ہے، اِسی طرح اُلفتِ رسول ﷺ کی مٹھاس پانے کے لیے باطنی حِسّ کا سلامت ہونا لازم ہے۔

جنھیں عشقِ محبوب ﷺ کی چاشنی نصیب ہوئی وہ زندگی بھر اِس کی لذّت سے سرشار رہے اور دُنیا سے یہ کہتے ہوئے کوچ کیا:

لحد میں عشقِ رُخِ شہ کا داغ لے کے چلے　　اندھیری رات سُنی تھی چراغ لے کے چلے

ایمان کے باقی اوصاف کی طرح محبتِ رسول ﷺ میں بھی صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے اُونچا مقام پایا ہے۔ اُن کی محبت ایسی عظیم الشان تھی کہ ربّ تعالیٰ نے بھی اُسے شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور سرورِ عالَم ﷺ نے بھی داد و تحسین سے نوازا۔ قیامت تک اُن کی ادائیں راہِ محبّت و اُلفت پر چلنے والوں کی راہ نمائی کرتی رہیں گی۔

ماہِ ربیع الاوّل میں اُلفتِ رسول ﷺ کا چراغ روشن کرنے کی آس لیے آخری دو خطبات میں اِس حوالے سے گفتگو ہوئی کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے محبتِ رسول ﷺ کے حوالے سے اُمّت کی کیا تربیت فرمائی ہے! اب تک ہونے والے کلام کا خلاصہ ہے کہ:

1) صحابہ نے تربیت فرمائی ہے کہ سچے عاشقِ رسول کو تعظیمِ مصطفیٰ کریم ﷺ کا پیکر ہونا چاہیے۔

2) اُسوۂ اصحاب سے یہ بھی راہ نمائی ملتی ہے کہ حقیقی عاشقِ رسول کو سیرتِ طیبہ کے بارے میں جان کر کثرت سے حُسن و جمالِ مصطفیٰ کریم ﷺ کا تذکرہ کرنا چاہیے۔

3) صحابۂ ذی شان علیہم الرضوان کا کردار راہ نمائی کرتا ہے کہ محبِّ صادق کو اپنے آقا کریم ﷺ کی آمد پر شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے خوب خوشی کا اظہار کرنا چاہیے۔

4) سیرتِ صحابہ سے یہ بات بھی واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ عشقِ رسالت مآب ﷺ سچا ہونے کا تقاضا ہے کہ انسان اپنی طاقت کے مطابق دینِ اسلام کی خدمت کرے؛ کیونکہ آقا کریم ﷺ نے عمر بھر اِس دین کی سربلندی کے لیے کوشش فرمائی ہے۔

دینِ مصطفوی کی مدد وہ عظیم فریضہ ہے جس کا ربِّ کریم نے سیدنا آدم سے سیدنا عیسیٰ تک... تمام انبیاءِ کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسۡلِیۡمَات سے وعدہ لیا تھا اور اُنھوں نے اپنی اپنی قوموں سے اِس کا عہد لیا تھا۔ ارشادِ ربّانی ہے: وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِیۡثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیۡتُكُمۡ مِّنۡ كِتٰبٍ وَّحِكۡمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ۔[1] "اور اے محبوب! یاد کیجیے،

---

[1] وَتَنۡصُرُنَّهٗ عَلٰۤی اَعۡدَآئِهٖ لِاِظۡهَارِ دِیۡنِ الۡحَقِّ۔ (روح البیان، تحت الآیۃ)

جب اللہ نے انبیا سے پختہ وعدہ لیا کہ مَیں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں گا پھر تمہارے پاس تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا عظیم الشان رسول تشریف لائے گا تو تم ضرور ضرور اُس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اُس کی مدد کرنا۔"

مزید ارشادِ گرامی ہے: قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۔ (اللہ نے) فرمایا: کیا تم نے اِقرار کر لیا اور اِس پر میرا بھاری ذمہ لے لیا؟ سب (انبیا) نے عرض کی: ہم نے اقرار کر لیا۔ فرمایا: تو ایک دوسرے پر گواہ بن جاؤ اور مَیں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔" [آلِ عمران 3:81]

کیسی خوش نصیبی ہے کہ جن کی مدد کا شرف پانے کے لیے انبیائے کرام منتظر رہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اُن کے دین کی نوکری کا موقع دیا ہے، چنانچہ ہمیں خدمتِ دین کے لیے خود کو پیش کرنا چاہیے۔ اِس سلسلے میں کردار و سیرتِ صحابہ کی روشنی میں ذکر کیا گیا کہ:

⇐ ہمیں چاہیے کہ علمِ دین حاصل کریں، کم از کم روزانہ دین کی ایک بات سیکھنے سے ہی آغاز کر دیں۔

⇐ دین کی جو بات صحیح طریقے سے جانتے ہیں وہ اپنے گھر والوں، دفتر و دُکان کے ساتھیوں اور حسبِ استطاعت دیگر مسلمانوں کو بتائیں۔

⇐ اگر ربِّ کریم نے ہمیں اثر و رُسوخ دیا ہے تو اُسے دین کے فروغ کے لیے استعمال کریں... اپنے متعلقین اور ماتحتوں کو نیکی اور علمِ دین کی طرف راغب کریں... دفتر، دکان اور فیکٹری وغیرہ میں دینی ماحول پیدا کریں... اور ضرورت پڑنے پر دین کی خاطر ڈٹ جائیں۔

⇐ دین کی خدمت فقط علما کی ذمہ داری نہیں، یہ ہر عاشقِ رسول کا کام ہے۔ ہمیں اپنے وقت کا کچھ حصہ خدمتِ دین کے لیے نکالنا چاہیے۔

⇐ جنھیں مال و دَولت سے نوازا گیا ہے وہ اپنا مال دین کا پیغام عام کرنے کے لیے پیش کریں، مثلاً: سُنّی علما کی کتابیں چھاپیں اور تقسیم کریں، دینی مدارس سے مالی تعاون کریں، دینی طلبہ کے لیے وظائف (Scholarship / اسکالر شپ) کا اہتمام کریں، مساجد کو آباد کریں اور دین کا کام کرنے والوں کی خدمت کریں۔

⇐ ہر عاشقِ رسول کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنی صلاحیتیں خدمتِ دین کے لیے استعمال کرے۔ جسے بولنے کا سلیقہ آتا ہے وہ اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے بولے... جو لکھ سکتا ہے وہ دین کی ترویج کے لیے لکھے... جس کا تعلق آئی۔ ٹی۔ کے شعبہ سے ہے وہ اِس میں دین کی خدمت کرے... حتّٰی کہ صحابہ نے تربیت فرمائی ہے کہ بندہ مسجد یا دینی ادارے میں جھاڑو لگا سکتا ہے تو وہ خدمتِ دین کی خاطر یہ سعادت ہی حاصل کر لے۔

شرعی مسئلہ: بعض اوقات محافلِ میلاد کے ثواب میں دوسروں کو شریک کرنے کے لیے اُن سے چندہ لیا جاتا ہے، اِس حوالے سے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ جس نیک مقصد کے لیے چندہ اکٹھا کیا گیا ہو اُسے فقط اُسی مقصد میں استعمال کیا جا سکتا ہے؛ لہٰذا اگر محفل کے لیے جمع کیے گئے چندے کی کچھ رقم بچ جائے تو اُسے کسی اور کام میں نہیں لگا سکتے، وہ امانت ہے، اُسے اِسی نیک کام میں صَرف کرنے کے لیے محفوظ رکھا جائے گا، البتہ دینے والا اجازت دے تو اُس رقم کو کسی اور کام میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ میلادِ مصطفیٰ کریم ﷺ کے طفیل تمام اُمّتِ مسلمہ کی جملہ پریشانیاں دُور فرمائے، مظلوموں کی مدد فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت ونُصرت سے نوازے اور اسرائیل کو اتحادیوں سمیت تباہ وبرباد فرمائے اور اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزہ کے مظلوموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون کرنے کی توفیق عطا کرے!

خالقِ کائنات ہمیں اپنے آقا کریم ﷺ کے ساتھ سچی محبت سے وافر حصہ عطا کرے! اور اُس کے تقاضے پورے کرنے کی سعادت سے بھی بہرہ مند فرمائے۔

ربِّ کریم پاکستان کو تمام بحرانوں سے نجات دے، سیلاب سمیت تمام خطرات سے محفوظ رکھے اور حکمرانوں کو ملک وقوم کا خیر خواہ بنائے! آمین بجاہ النبیِّ الکریم ﷺ!